

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا کردار

<?xml encoding="UTF-8">

توہین کا جواب

امام زین العابدین علیہ السلام کا ایک خاندانی شخص امام علیہ السلام کے پاس آیا اور آپ پر چلایا اور آپ کو ناسزا باتیں کہیں! لیکن امام علیہ السلام نے اس کو ایک بات کا بھی جواب نہ دیا یہاں تک کہ وہ شخص اپنے گھر واپس ہو گیا۔

اس کے جانے کے بعد امام علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم لوگوں نے سنا کہ یہ شخص کیا کہہ رہا تھا؟ میں چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ چلو تاکہ میں جو اس کو جواب دوں وہ بھی سن لو، انہوں نے کہا: ٹھیک ہے ، ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں ، چنانچہ امام علیہ السلام نے نعلین پہنے اور اس کے گھر کی طرف روانہ ہوئے، اور فرمایا: [1]... اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں (کی خطاؤں) کو معاف کرنے والے ہیں اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

(آپ کے ساتھی کہتے ہیں:) ہمیں معلوم ہو گیا کہ امام علیہ السلام اس سے کچھ نہیں کہیں گے، بھر حال اس کے گھر پر پہنچے ، اور بلند آواز میں کہا: اس سے کہو؟ یہ علی بن حسین (علیہما السلام) آئے ہیں، وہ شخص جو فساد کرنے کے لئے تیار تھا اپنے گھر سے باہر نکلا اور اُسے شک نہیں تھا کہ آپ اس کی توہین آمیز گفتگو کی تلافی کرنے کے لئے آئے ہیں، امام سجاد علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے بھائی! کچھ دیر پہلے تم نے میرے سامنے میرے بارے میں کچھ باتیں کہیں، اگر مجھ میں وہ باتیں پائی جاتی ہیں تو میں خدا کی بارگاہ میں طلب بخشش چاہتا ہوں، اور اگر وہ باتیں مجھ میں نہیں پائی جاتیں تو خدا تجھے معاف کر دے، (یہ سننا تھا کہ) اس شخص نے آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا: جو چیزیں مینے کہیں وہ آپ میں نہیں ہیں بلکہ میں خود ان باتوں کا زیادہ سزاوار ہوں۔

روایت کا راوی کہتا ہے: وہ شخص حسن بن حسن آپ کا چچا زاد بھائی تھا! [2]

جذام والوں کے ساتھ محبت

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک روز حضرت امام سجاد علیہ السلام جذام والوں کے پاس سے گزرے اور آپ اپنی سواری پر سوار تھے، اور وہ لوگ کھانا کھا رہے تھے، انہوں نے آپ کو کھانا کھانے کی دعوت دی، امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگر میں روزہ سے نہ ہوتا تو تمہارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا، اور جب آپ اپنے گھر پہنچے تو حکم دیا کہ کھانا بنایا جائے اور سلیقہ سے اچھا کھانا بنایا جائے اور پھر ان لوگوں کو کھانے کی دعوت دی اور خود بھی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا۔ [3]

حاکم سے درگزر کرنا

ہشام بن اسماعیل، عبد الملک مروان کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا، واقدی، امام علی علیہ السلام کے پوتے عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ہشام بن اسماعیل، میرا بُرا پڑوسی تھا اور امام سجاد علیہ السلام کو بہت زیادہ اذیت پہنچاتا تھا، جب وہ معزول ہو گیا، اور ولید بن عبد الملک کے حکم سے اُسے اس کی تلافی کے لئے دست بستہ کھڑا کر دیا گیا، وہ مروان کے گھر کے پاس کھڑا کیا گیا تھا، امام سجاد علیہ السلام اس کے پاس سے گزرے اور اس کو سلام کی۔ امام سجاد علیہ السلام نے اپنے خاص لوگوں کو تاکید کی تھی کہ کوئی اس کو کچھ نہ کہے۔[4]

امن و امان کی فضا

حضرت امام علی بن الحسین علیہما السلام نے ایک روز اپنے غلام کو دو بار آواز دی لیکن اس نے جواب نہیں دیا، آپ نے اس سے تیسری بار فرمایا: اے میرے بیٹے! کیا تو نے میری آواز نہیں سنی؟ اس نے کہا: کیوں نہیں سنی، آپ نے فرمایا: تو تجھے کیا ہو گیا کہ میرا جواب نہیں دیا؟ اس نے کہا: آپ کی طرف سے امنیت کا احساس تھا، امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: خدا کا شکر ہے کہ میرا خدمتگار میری نسبت امن و امنیت کا احساس رکھتا ہے۔[5]

مخفی طور پر احسان کرنا

مدینہ میں کچھ ایسے گھرانے تھے کہ جن کی روزی اور ان کی زندگی کا ضروری سامان امام علیہ السلام کی طرف سے جاتا تھا لیکن ان کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ سامان کہاں سے آتا ہے؟ جب امام سجاد علیہ السلام کی شہادت ہو گئی، (تو ان کو معلوم ہوا کہ وہی مخفی طور پر امداد کیا کرتے تھے!) اسی طرح بیان ہوا ہے کہ: امام سجاد علیہ السلام ہمیشہ رات کی تاریکی میں چرمی تھیلیوں کو درہم و دینار سے بھر کر باہر نکلتے تھے اور در پر جاکر دق الباب کیا کرتے تھے اور ہر گھر میں ایک مقدار درہم و دینار دیا کرتے تھے، آپ کی شہادت کے بعد لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ امام سجاد (علیہ السلام) کی طرف سے آتا تھا۔[6]

نماز اور احسان

ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں: میں امام سجاد علیہ السلام کو نماز کی حالت میں دیکھا کہ آپ کی ردا آپ کے شانے سے گر جاتی ہے لیکن اس کو روکنے کے لئے توجہ نہیں کرتے یہاں تک کہ آپ کی نماز تمام ہوئی، میں نے نماز

میں آپکی ردا پر بے توجہی کا سبب معلوم کیا؟ تو امام علیہ السلام نے جواب دیا: وائے ہو تم پر! کیا تمہیں معلوم ہو کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوا تھا؟ انسان کی کوئی اس نماز کے علاوہ قبول نہیں ہوتی جو دل سے پڑھی جائے۔

قرآنی عفو و بخشش

حضرت امام سجاد علیہ السلام کی ایک کنیز نماز کی وضو کے لئے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی اچانک اس کے ہاتھوں سے لوٹا آپ کی چہرہ مبارک پر گر گیا اور آپ کی پیشانی زخمی ہو گئی! امام سجاد علیہ السلام نے اپنا سر مبارک جھکا لیا، (اس موقع پر) کنیز نے کہا: خداوند عالم فرماتا ہے: ”...اور غصہ کو پی جاتے ہیں...“ [7] امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنے غصہ کو پی لیا، اس کنیز نے کہا: ”...اور لوگوں (کی خطاؤں) کو معاف کرنے والے ہیں...“ [8] امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تجھے معاف کر دیا، کنیز نے کہا: ”... اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے...“ [9] امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: جا، میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا۔ [10]

بازیگروں کے نقصان کا دن

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: مدینہ میں ایک بازی گر اور بے ہودہ شخص تھا، (ایک روز) اس نے کہا: یہ شخص (علی بن الحسین علیہما السلام) کو میں ہنسانے میں ناکام ہوں، امام علیہ السلام اپنے دو خدمت گاروں کے ساتھ جا رہے تھے، چنانچہ وہ بھی آپ کے ساتھ چل دیا یہاں تک کہ وہ آپ کے شانوں سے آپ کی ردا اتار کر روانہ ہو گیا، امام علیہ السلام نے اس پر توجہ نہ کی، لیکن لوگ اس کے پیچھے روانہ ہوئے اور اس سے وہ ردا لے کر واپس آئے اور آپ کے مبارک شانوں پر ڈال دی، امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ ایک بازی گر ہے جو مدینہ کو ہنساتا پھرتا ہے، امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے کہو کہ خداوند عالم کے یہاں ایک ایسا دن ہے جس میں بیہودہ لوگوں کا خسارہ اور نقصان ہوگا۔ [11]

قافلہ میں نا آشنا

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: علی بن الحسن علیہما السلام کبھی بھی سفر پر نہیں جاتے تھے مگر ایسے لوگوں کے ساتھ جو آپ کو نہ پہنچاتے ہوں اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ ضرورت کے وقت آپ ان کی مدد کریں گے۔

ایک بار ایک قافلہ سفر کے لئے روانہ ہوا، ایک شخص نے امام سجاد علیہ السلام کو دیکھا تو پہچان لیا، اس نے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں، اس نے کہا: یہ علی بن الحسین (علیہ السلام)

ہیں، چنانچہ سب لوگ آپ کی طرف دوڑے اور آپ کے ہاتھ او رپیر کا بوسہ دینے لگے، اور انہوں نے کہا: یا بن رسول اللہ! کیا آپ ہمیں اپنے ہاتھوں اور زبان کے ذریعہ دوزخ میں بھیجنا چاہتے ہیں؟ اگر ایسا ہوجاتا تو ہم آخر عمر تک ہلاک اور بدبخت ہوجاتے! کس چیز نے آپ کو ایسے سفر کے لئے مجبور کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: میں ایک بار ایسے قافلہ کے ساتھ سفر پر گیا جو مجھے پہچانتے تھے، اور پیغمبر اکرم (ص) کی وجہ سے مجھ سے ایسا سلوک کیا کہ جس کا میں حقدار نہیں ہوں، میں ڈرا کہ تم بھی مجھ سے ایسا ہی سلوک کرو گے، اسی وجہ سے میں نے خود کو نا آشنا رکھا جو مجھے پسند ہے۔ [12]

حیوانوں کے ساتھ نیک برتاؤ

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: علی بن الحسین (امام سجاد) علیہ السلام نے اپنی شہادت کے وقت اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا: میں اس اونٹ پر ۲۰ بار حج کے لئے گیا ہوں اور اس کو ایک تازیانہ تک نہیں مارا، جب یہ مر جائے تو اس کو دفن کرنا تاکہ درندے اس کے گوشت کو نہ کھائیں، کیونکہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: کوئی بھی اونٹ ایسا نہیں ہے جو مقام عرفہ میں سات بار لے جایا گیا ہو مگر یہ کہ خداوند عالم اس کو جنت کی نعمتوں میں سے قرار دے اور اس کی نسل کو بابرکت قرار دے، چنانچہ جب امام سجاد علیہ السلام کا اونٹ مر گیا تو امام محمد باقر علیہ السلام نے اس کو دفن کردیا۔ [13]

افطاری بخش دینا

ایک روز حضرت امام سجاد علیہ السلام روزہ سے تھے، ایک گوسفند ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے بنائیں، جب غروب کا وقت آگیا اور آپ روزہ سے تھے تو آپ دیگ کے پاس پہنچے اور آبگوشت کی خوشبو کو سونگھا اور اس کے بعد فرمایا: ظرف لائے جائیں، (چنانچہ جب ظرف آگئے تو آپ نے فرمایا: ان ظرفوں میں فلاں فلاں کے لئے گوشت بھر کر لے جاؤ، یہاں تک کہ پوری دیگ خالی ہوگئی، اس موقع پر امام سجاد علیہ السلام کے لئے روٹی اور کھجور لایا گیا اور آپ نے اس سے افطار کیا۔ [14]

غریبوں کی مدد

جب رات کی تاریکی بڑھ جاتی تھی اور لوگ سو جایا کرتے تھے تو امام علیہ السلام اٹھتے تھے اور گھر میں اپنے اہل و عیال سے بچا ہوا رزق و روزی جمع کیا کرتے تھے اور تھیلیوں میں رکھ کر اپنے شانوں پر رکھتے تھے اور اپنے منہ کو چھپالیا کرتے تھے تاکہ کہیں پہنچانے نہ جائیں، اور پھر غریبوں کے گھر جاتے اور ان کے درمیان تقسیم کردیا کرتے تھے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ لوگوں کے دروازوں پر انتظار میں کھڑے رہتے تھے تاکہ وہ آئیں اور اپنا حصہ لے جائیں،

لوگ جب آپ کو دیکھتے تھے اور بلا واسطہ آپ کا مشاہدہ کیا کرتے تھے فوراً آپ کی خدمت میں جاتے تھے اور کہا کرتے تھے: تھیلیوں والے آگئے ہیں[15]!!

انگور کا واقعہ

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: علی بن الحسین علیہما السلام ہمیشہ انگور پسند فرماتے تھے، (ایک روز) بہترین انگور مدینہ میں لائے گئے، آپ کی کنیز جو امّ ولد تھی اس نے آپ کے لئے کچھ انگور خریدے اور افطار کے وقت آپ کے لئے حاضر کئے، امام علیہ السلام کو انگور پسند آئے، ابھی ان کی طرف ہاتھ بڑھانے ہی چاہتے تھے کہ ایک غریب نے دق الباب کیا اور مدد کی درخواست کی، امام علیہ السلام نے امّ ولد سے فرمایا: یہ اس کو دیدو، اس نے عرض کیا: اس میں سے تھوڑے انگور اس کے لئے کافی ہیں، فرمایا: نہیں، خدا کی قسم! سب کے سب اس کو دیدو۔

دوسرے دن بھی آپ کے لئے انگور خریدے گئے کہ ایک غریب آیا اور امام علیہ السلام نے سارے انگور اس کو دلادئے۔

تیسرے روز کوئی سائل نہیں آیا، چنانچہ امام علیہ السلام نے انگور کھائے اور فرمایا: ہمارے ہاتھ سے کچھ نہیں گیا، اور خدا کا شکر ادا کیا۔[16]

بچپن میں آپ کی عظمت کمال

عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں: ایک سال میں مکہ گیا، حاجیوں کے ساتھ چل رہا تھا کہ اچانک ایک سات یا آٹھ سال کے بچہ کو دیکھا کہ حاجیوں کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے اور اس کے پاس کوئی زاد راہ بھی نہیں ہے، میں اس کے پاس گیا اور اُسے سلام کیا اس کے بعد اس سے کہا: تم نے کس کے ساتھ جنگل و بیابان طے کیا ہے، اس نے کہا: خداوند مہربان کے ساتھ۔

میری نظر میں ایک بزرگ انسان معلوم ہوا، میں نے کہا: اے میرے بیٹے! تمہارا زاد راہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: میرا زاد راہ میرا تقویٰ اور میرے دو پیر ہیں اور میرا ہدف میرا مولا ہے۔

میرے نزدیک اس کی اہمیت بڑھ گئی، میں نے کہا: کس گھرانے سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے کہا: علوی اور فاطمی، میں نے کہا: اے میرے سید و سردار! کیا کچھ اشعار بھی کہیں ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں، میں نے کہا اپنے کچھ اشعار سنائیے، چنانچہ اس نے اس مضمون کے اشعار پڑھے:

ہم حوض کوثر پر وارد ہوں کہ ایک گروہ کو وہاں سے ہٹایا جائے گا اور ہم حوض کوثر پر وارد ہونے والوں کو پانی پلائیں گے، کوئی بھی ہمارے وسیلہ کے بغیر نجات نہیں پاسکتا، اور جو شخص ہمیں دوست رکھتا ہو اس نے اپنی کوشش اور زاد راہ میں نقصان نہیں اٹھایا، جو شخص ہمیں خوش کرے تو ہماری طرف سے اس کو خوشی پہنچے گی، اور جو شخص ہمیں رنجیدہ کرے اس کی ولادت بُری تھی اور جو شخص ہمارا حق غصب کرے تو اس کے عذاب کو دیکھنے کا وعدہ روز قیامت ہے!

(راوی کا کہنا ہے کہ) اور پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا یہاں تک کہ میں مکہ پہنچا اور اپنا حج تمام کیا اور واپس پلٹ گیا، مقام ”ابطح“ میں دیکھا کہ لوگ ایک جگہ جمع ہیں گردن اٹھا کر دیکھا کہ یہ لوگ کس وجہ سے جمع ہوئے ہیں، دیکھا تو وہی بچہ ہے جس سے میں نے گفتگو کی تھی، میں نے سوال کیا: یہ کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا: یہ زین العابدین ہیں[17]!!

بخشش کی درخواست

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: ہمارے والد بزرگوار نے اپنے غلام کو کسی کام سے بھیجا اور جب اس نے اس کام میں تاخیر کی تو آپ نے اس کو ایک تازیانہ مارا، غلام نے کہا: اے علی بن الحسین! خدا کا واسطہ، پہلے آپ مجھے کام کے لئے بھیجتے ہیں اور پھر مجھے مارتے ہیں! حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: ہمارے والد نے رونا شروع کیا، اور فرمایا: اے میرے بیٹے! قبر رسول (ص) پر جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو اور پھر یہ دعا کرو! خداوند! قیامت کے دن علی بن الحسین (علیہ السلام) کے اس کام کو بخش دے، اور پھر غلام سے فرمایا: جا تو راہ خدا میں آزاد ہے۔ ابوبصیر کہتے ہیں: میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: میں آپ پر قربان، گویا آزاد کرنا مارنے کا کفار ہے!! لیکن امام علیہ السلام نے خاموشی اختیار کی۔[18]

مارنے کی تلافی مار کے ذریعہ

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: علی بن الحسین علیہما السلام نے (ایک دفعہ) اپنے غلام کو مارا، اس کے بعد گھر میں وارد ہوئے اور تازیانہ نکالا نیز اپنے بدن سے لباس بھی اتار دیا، اور پھر غلام سے کہا: اس تازیانہ سے علی بن الحسین کو مارو! لیکن غلام نے آپ کو مارنے سے انکار کر دیا، چنانچہ امام سجاد علیہ السلام نے اس کو پچاس دینار عطا کئے۔[19]

ماں کا حق

حضرت امام سجاد علیہ السلام سے کہا گیا: آپ لوگوں میں سب سے زیادہ نیکوکار ہیں لیکن آپ اپنی والدہ کے ساتھ ہم غذا نہیں ہوتے جبکہ وہ ایسا چاہتی ہیں! تو امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں اس لقمہ کی طرف ہاتھ بڑھاؤں کہ جس کی طرف میری والدہ کی آنکھی پھل کر چکی ہیں، کہ جس کے نتیجہ میں عاق بوجاؤں۔ اس کے بعد آپ اپنی والدہ گرامی کے ساتھ کھانا کھاتے وقت کھانے کو ایک طبق سے ڈھک دیا کرتے تھے اور اس طبق کے نیچے سے ہاتھ لے جاتے اور کھانا کھاتے تھے۔[20]

قرض ادا کرنے کی ضمانت

عیسی بن عبد اللہ کہتے ہیں: جب عبد اللہ کی موت کا وقت آگیا تو اس کے طلبگار جمع ہو گئے اور اپنے اپنے مال کا مطالبہ کرنے لگے، چنانچہ اس نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں ہے تاکہ تمہیں ادا کروں، میرے چچا زاد بھائیوں یا علی بن الحسین یا عبد اللہ بن جعفر پر راضی ہو جاؤ کہ وہ تمہارا قرض ادا کر دیں گے۔ قرض داروں نے کہا: عبد اللہ بن جعفر تو ایسے شخص ہیں کہ لمبے لمبے وعدہ دیتے ہیں اور وہ لاؤ بالی شخص ہیں اور علی بن الحسین علیہ السلام کے پاس کچھ نہیں ہے، لیکن بہت سچے ہیں، لہذا یہی ہماری مشکل کو آسان کرنے کے لئے زیادہ بہتر ہیں۔ جب یہ خبر امام علیہ السلام تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: میں غلّہ کی فصل کٹنے کے وقت ان کا قرض ادا کر دوں گا جبکہ آپ کے پاس کوئی فصل بھی نہیں تھی، لیکن جب غلّہ کی فصل کٹنے کا وقت آیا تو آپ نے سبھی قرضداروں کا قرض ادا فرمادیا۔ [21]

بے نظیر بُردباری

ایک شخص نے حضرت امام سجاد علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی، چنانچہ آپ کے غلاموں نے اس کو مارنا چاہا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کو چھوڑو، جو چیز ہم سے مخفی ہے اس سے کہیں زیادہ ہے جو ہمارے بارے میں کہتے ہیں، اور پھر اس شخص سے فرمایا: کیا تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے؟ چنانچہ وہ شخص شرمندہ ہو گیا، امام علیہ السلام نے اپنا لباس اس کو عطا کیا اور حکم دیا کہ ایک ہزار درہم اس کو عطا کر دو، (یہ دیکھ کر) اس شخص نے بلند آواز میں کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ فرزند رسول اللہ ہیں [22]!

غیبت کے مقابل ردّ عمل

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ایک گروہ کے پاس پہنچے جو آپ کی غیبت کر رہے تھے، ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور ان سے کہا: اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو خداوند عالم مجھے بخش دے اور تم جھوٹ کہہ رہے ہو تو خداوند عالم تمہیں بخش دے۔ [23]!

غیر عمدی قتل (سے در گزر)

حضرت امام سجاد علیہ السلام کے یہاں چند مهمان تھے، امام علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا: تنوری بریاں گوشت جلدی لے کر آؤ، خادم اس لوہے کو جلدی سے لے کر چلا جس پر بریاں گوشت تھا کہ اچانک اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا، اور آپ کے ایک بیٹے کے سر پر جا گرا جو نچلی منزل میں تھا اور آپ کا وہ فرزند مر گیا،

(غلام حیرت زدہ اور لرز رہا تھا) آپ نے اس غلام سے فرمایا: اس کام کو تو نے جان بوجھ نہیں کیا ہے، لہذا تو راہ خدا میں آزاد ہے، اور پھر امام علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے غسل و کفن کیا۔ [24]

بے انتہا اخلاص

امام سجاد علیہ السلام کا ایک چچا زاد بھائی بہت زیادہ غریب تھا کہ امام علیہ السلام رات کی تاریکی میں نا آشنا کی صورت میں اس کے دروازہ پر آکر دینار عطا کیا کرتے تھے، وہ کہتا تھا: علی بن الحسین میرے ساتھ صلہ رحم نہیں کرتے، خداوند عالم ان کو میری طرف سے جزائے خیر نہ دے، امام علیہ السلام نے اس کی باتوں کو سنا اور برداشت کیا اور صبر سے کام لیا اور اپنا تعارف نہ کرایا، چنانچہ جب آپ اس دنیا میں نہ رہے تو اس کو معلوم ہو گیا کہ جو شخص رات کی تاریکی میں مدد کیا کرتا تھا وہ امام سجاد علیہ السلام تھے!! چنانچہ وہ آپ کی قبر کے پاس آیا اور آپ کی شہادت پر بہت زیادہ رویا۔ [25]

[1] سورہ آل عمران (۳)، آیت ۱۳۴۔

[2] ارشاد، مفید، ج ۲، ص ۱۴۵؛ بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۵۴۵، باب ۵، حدیث ۱۔

[3] اصول کافی، ج ۲، ص ۱۲۳، باب التواضع، حدیث ۸؛ وسائل الشیعة، ج ۱۵، ص ۲۷۷، باب ۳۱، حدیث ۲۰۵۰۷؛

بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۵۵، باب ۵، حدیث ۲۔

[4] ارشاد، مفید، ج ۲، ص ۱۴۷؛ بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۵۶، باب ۵، حدیث ۵۔

[5] اعلام الوری، ص ۲۶۱، چوتھی فصل؛ کشف الغمۃ، ج ۲، ص ۸۷؛ مشکاة الانوار، ص ۱۷۸، فصل ۲۲؛ بحار الانوار،

ج ۲۶، باب ۵، حدیث ۶۔

[6] علل الشرائع، ج ۱، ص ۲۳۱، باب ۱۶۵، حدیث ۸؛ بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۶۶، باب ۵، حدیث ۲۸۔

[7] > وَالْكَافِرِينَ الْغَيْظُ... < (سورہ آل عمران، آیت ۱۳۴)۔

[8] (سورہ آل عمران، آیت ۱۳۴)۔

[9] (سورہ آل عمران، آیت ۱۳۴)۔

[10] امالی، صدوق، ص ۲۰۱، مجلس ۳۶، حدیث ۱۲؛ روضة الواعظین، ج ۲، ص ۳۷۹؛ بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۶۷،

باب ۵، حدیث ۳۶۔

[11] امالی، صدوق، ص ۲۲۰، مجلس ۳۹، حدیث ۶؛ امالی، مفید، ص ۲۱۹، مجلس ۲۵، حدیث ۷؛ بحار الانوار، ج ۴۶،

ص ۶۸، باب ۵، حدیث ۳۹۔

[12] عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۱۴۵، باب ۴۰، حدیث ۱۳؛ وسائل الشیعة، ج ۱۱، ص ۴۳۰، باب ۴۶، حدیث ۱۵۱۷۷؛ بحار

الانوار، ج ۴۶، ص ۶۹، باب ۵، حدیث ۴۱۔

[13] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، ص ۵۰؛ المحاسن، ج ۲، ص ۶۳۵، باب ۱۵، حدیث ۱۳۳؛ وسائل الشیعة، ج ۱۱،

ص ۵۴۱، باب ۵۱، حدیث ۱۵۴۸۶؛ بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۷۰، باب ۵، حدیث ۴۶۔

[14] اصول کافی، ج ۴، ص ۶۸، باب من فطر صائماً، حدیث ۳؛ مناقب، ج ۴، ص ۱۵۵؛ بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۷۱،

باب ۵، حدیث ۵۳۔

- [15] مناقب ، ج ٤، ص ١٦٣؛ بحار الانوار، ج ٤٦، ص ٨٩، باب ٥، حديث ٧٧.
- [16] مناقب ، ج ٤، ص ١٥٤؛ بحار الانوار، ج ٤٦، ص ٩٠، باب ٥، حديث ٧٧.
- [17] مناقب ، ج ٤، ص ١٥٥؛ بحار الانوار، ج ٤٦، ص ٩١، باب ٥، حديث ٧٨.
- [18] بحار الانوار، ج ٤٦، ص ٩٢، باب ٥، حديث ٧٩.
- [19] الزهد، ص ٢٥، باب ٤، حديث ١١٩؛ بحار الانوار، ج ٢٦، ص ٩٢، باب ٥، حديث ٨٠.
- [20] مناقب ، ج ٤، ص ١٦٢؛ بحار الانوار، ج ٤٦، ص ٩٣، باب ٥، حديث ٨٢.
- [21] اصول کافی، ج ٥، ص ٩٧، باب قضاء الدين، حديث ٧؛ مناقب، ج ٤، ص ١٦٤؛ بحار الانوار، ج ٤٦، ص ٩٤، باب ٥، حديث ٨٤.
- [22] مناقب، ج ٤، ص ١٥٧؛ بحار الانوار، ج ٤٦، ص ٩٥، باب ٥، حديث ٨٤.
- [23] الخصال، ج ٢، ص ٥١٧، حديث ٤؛ مناقب، ج ٤، ص ١٥٨؛ بحار الانوار، ج ٤٦، ص ٩٦، باب ٥، حديث ٨٤.
- [24] كشف الغمة، ج ٢، ص ٨٠؛ مسكن الفوائد، ص ٥٧؛ بحار الانوار، ج ٤٦، ص ٩٩، باب ٥، حديث ٨٧.
- [25] كشف الغمة، ج ٢، ص ١٠٦؛ بحار الانوار، ج ٤٦، ص ١٠٠، باب ٥، حديث ٨٨.